بانی: مجتہد العصر مفتی دوران حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیادِ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگرانِ اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لاجماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

جلد 56 | جمعۃ المبارک 27 جمادی الاولیٰ 1433ھ 20 تا 26 اپریل 12ء | شمارہ 16 | فون 7656730 فیکس 7659847

اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلانے کا اجروثواب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا﴾[الدھر ۸، ۱۲]

"اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ کے طلب گار ہیں ہمیں تو اپنے رب کے اس دن کے عذاب سے خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا اور ان کے صبر کے بدلے میں ان کو جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔"

امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ﴿یاایھا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام﴾[جامع ترمذی ۲۴۸۵] "اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو اور رات کو قیام کیا کرو جب لوگ سو رہے ہوں (اگر مذکورہ چاروں کام کروگے تو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔"

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

دنیا کی تعریف

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِحْصَنِ الْاَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَا فِيْرِهَا. (سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی الزهادة فی الدنیا، حدیث: ٢٣٤٦)

سیدنا عبیداللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو، جسمانی لحاظ سے تندرست ہو اور ایک دن کی خوراک اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لیے دنیا اپنے تمام تر ساز وسامان کے ساتھ جمع کر دی گئی۔

اپنے گھر یا قوم میں امن سے رہنا، تندرستی اور صحت عطا ہو جانا اور ایک دن کی روزی اور خوراک میسر آ جانے کو رسول کریم ﷺ نے دنیا کی آسائشیں اور رونقیں قرار دیا ہے۔ اس سے خوب اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا کی تعریف کیا ہے اور ہم دنیا کیا سمجھتے ہیں۔

دنیا کہ جس کے پیچھے انسان مارا مارا پھرتا ہے، رسول کریم ﷺ نے اس کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اُصْبُعَهٗ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ. آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ وہ سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لائی ہے؟

(صحیح سملم کتاب الجنة......باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامة، حدیث: ٢٨٥٨)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَاسَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ. اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ (سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی هوان الدنیا علی الله عزوجل، حدیث: ٢٣٢٠)

رسول کریم ﷺ نے دنیا کی حقیقت کو لبید شاعر کی زبان سے نکلے ہوئے شعر کے ایک مصرع میں بیان فرمایا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اصدق کلمة قالها شاعر کلمة لبید الا کل شیء ماخلا الله باطل سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید شاعر کی بات ہے۔ (اس کا کہنا ہے) سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل (بے حقیقت) ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب، باب ایام الجاهلیة، حدیث: ٣٨٤١)

کاش کہ ہم بھی دنیا کی تعریف کو جانیں اور جو اس کی حقیقت ہے اس کے مطابق ہی یہاں رہیں، آخرت کے لیے فکر مند ہو جائیں۔

☆............☆............☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

جلد 56 ☆ شمارہ 16
27 جمادی الاول ☆ 1433ھ
20 اپریل ☆ 2012ء
C.P.L - 104

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
ندوۃ العلماء......	9
جنگ قادسیہ کا پس منظر......	12
حافظ محمد دین......	15
دجالی تہذیب	16

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ”تنظیم اہلحدیث“، رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

پاکستان میں 2005ء کا زلزلہ 2010ء کا سیلاب

اور اب گلیشیئر کا تودہ مصنوعی یا قدرتی؟

پاکستان میں کشمیر اور صوبہ سرحد کے تین سو مربع کلومیٹر رقبہ کو 2005ء میں آنے والے زلزلے نے تہہ بالا کر دیا، بالاکوٹ کے مقام پر دریائے کہنار کے کنارے کھڑے ہوں تو بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹی دیکھتے ہوئے ٹوپی گرتی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے ریگزاروں کی طرح اڑنا شروع ہو گئے اور 58 سیکنڈ میں ایک لاکھ سے زیادہ انسان لقمہ اجل بن گئے، زخمی اور زندگی بھر کے لیے معذور ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اہل علم و دانش زیر لب اس وقت بھی چہ میگوئیاں کرتے تھے کہ امریکہ نے اپنی HARRp ٹیکنالوجی کا پہلا شکار پاکستان کو بنایا ہے۔ ہو سکتا ہے اسے یہ شبہ ہو کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ان بلند و بالا پہاڑوں کے نیچے جاری ہے یا کم از کم پاکستان کو پیغام دیا جا سکتا ہے کہ پورے پاکستان میں بالائے زمین تو کجا زیر زمین بھی تمہاری ہر چیز امریکی دسترس میں ہے۔

2010ء میں جنوبی پنجاب اور سندھ میں اچانک آنے والے سیلاب نے پھر اہل عقل و دانش کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اب سیلاب میں پاکستان کا تقریباً 1/5 حصہ پانی میں ڈوب گیا۔ دو ہزار سے زیادہ انسان پانی کا لقمہ اجل بن گئے اور تقریباً پینتالیس بلین روپے کا مالی نقصان ہوا، جبکہ سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ اس کے علاوہ تھی اور اب سیاچن میں گیاری پوسٹ پر تقریباً 139 نوجوان اور افسران پر گرنے والے برفانی تودے۔ جس کی لمبائی کلومیٹر اور موٹائی پہلے 80 فٹ بتائی گئی تھی لیکن اب 115 فٹ گہرائی تک کھودنے پر بھی اس تودے کی تہہ نہ ملی۔ پاکستان کی طرح جاپان میں بھی زلزلہ آیا اور پھر مارچ 2011ء میں سونامی کا طوفان آیا، اسی طرح انڈونیشیا کا سونامی اور زلزلہ ان سب کی کڑیوں کو ملایا جائے تو کئی ان کہی کہانیاں خود بخود داستان بن کر عقل انسانی پر چھا جاتی ہیں کہ جب بھی امریکہ اپنے خلائی جہاز X37B کو خلا میں بھیجتا ہے اور اسکے ذریعے HARRP ٹیکنالوجی کا استعمال کرتا ہے تو زمین پر کہیں نہ کہیں تباہی و بربادی چھا جاتی ہے۔ تباہی کے اس سیاسی پس منظر سے پہلے HARRP ٹیکنالوجی کے بارے میں اپنے قارئین کو کچھ معلومات بہم پہنچانا چاہتا ہوں، امریکہ میں کسی بھی ایجاد کو رجسٹر کرانا ضروری ہے۔ جس میں اس ایجاد کی ٹیکنالوجی کے علاوہ اس کی مقصدیت بھی واضح کرنا پڑتی ہے، امریکہ میں ہارپ ٹیکنالوجی کا رجسٹریشن نمبر 4686605 ہے۔ اس کے پیٹنٹ کرانے میں اس کی استعداد کار کا جوڑ کر کیا گیا ہے اس کے مطابق ایک یا زیادہ Atoms کا مرغولہ بنا کر بالائی کرۂ ارض کے سانچے میں ڈال دے تو اس سے موسم میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ پیٹنٹ کے مطابق موسم میں شدت لانا اس میں گرمی پیدا کرنا اس کو زیادہ یا کم کرنا ممکن ہے۔ اس طرح بالائی کرۂ ارض میں تبدیلی لا کر طوفانی

سانچہ یا سورج کی شعاعوں کو جذب کرنے کے سانچے کو تبدیل کیا جاسکتا ہے اوراس طرح اسے زمین کے کسی خطے پر سورج کی انتہائی روشنی اور حرارت کو ڈالا جا سکتا ہے۔ کسی کے مواصلاتی نظام میں دخل اندازی کر کے اسے اپنے تابع کرے، دوسروں کے انٹیلی جنس سگنل کو قابو کرے میزائل یا ایئر کرافٹ کو تباہ کر دے یا اس کا رخ موڑ دے کسی چلتے ہوئے جہاز کو اونچائی پر لے جائے یا نیچے لے آئے، زیر زمین اس ٹیکنالوجی کے ذریعے زلزلہ بپا کر دے، سمندر میں طوفان کی کیفیت پیدا کر دے، امریکہ کی اس ٹیکنالوجی کے منظر عام پر آنے کے بعد اب یہ سمجھنا آسان ہوگیا ہے کہ اسلام آباد کے رن وے پر اترنے والے جہاز کو عین اس وقت جب وہ نیچے اترنے کے لیے نیچی پرواز کر رہا تھا تو اچانک بلندی پر لے جا کر مارگلہ کی پہاڑیوں سے کیسے ٹکرایا گیا اور اس سے بھی آگے کہ ضیاء الحق کے طیارے کو فضا میں کس طرح تباہ کیا گیا کہ آج تک یہ راز کھل نہ سکا۔ 1970ء میں امریکی صدر کے قومی سلامتی کے مشیر برزنسکی نے کہا تھا کہ وہ دنیا کے طاقت کے محور کو امریکہ لے گئے ہیں اور یہ کہ آئندہ دنیا پر امریکہ کا حکم چلے گا۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ امریکہ اس ٹیکنالوجی کی بدولت کرۂ ارض کے کسی بھی حصے میں زلزلہ لاسکتا ہے، سیلاب لاسکتا ہے، موسم تبدیل کرسکتا ہے، جہازوں میزائلوں کی نقل وحرکت نہ صرف کنٹرول کرسکتا ہے بلکہ انہیں تباہ بھی کرسکتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ مجرم اپنے جرم کے نشانات بھی نہیں چھوڑتا کہ پکڑا جا سکے۔ امریکی پالیسیوں پر ہر دور میں یہودی چھائے رہتے ہیں اور یہودی ایسی سفاک قوم ہے جس کے اندر رحم یا انسانیت کا ادنیٰ سا شائبہ تک بھی موجود نہیں ہے جو اللہ کے نبیوں کو پہچان لینے کے بعد ان کو قتل کرنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے وہ عام انسانوں کے قتل پر کیوں نادم ہونے لگے؟۔ اس کرۂ ارض پر سب سے پہلے ایٹم بم امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر پھینکا اور اس انسانی تباہی و بربادی پر امریکہ آج تک شرمندہ نہیں ہوا۔ عالم اسلام کو اس کے جرم ضعیفی کی سزا دینے کے لیے اپنے جڑواں میناروں (Twin Towers) پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کیا اور پھر ان کو آڑ بنا کر افغانستان اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ایسے ایسے ہولناک بم استعمال کیے جو انسانوں نے پہلے کبھی نہ سنے تھے، پہاڑ کی چوٹی پر بم گرایا جاتا تو نیچے زمین کی تہوں سے پانی نکل آتا تھا۔ بموں کی ماں، ڈیزی کٹر یہ وہ بم تھے جو انسانوں نے پہلی بار سنے اور پھر ان بموں کی کارپٹ بمباری کی گئی دونوں ممالک میں تقریباً دس لاکھ سے زیادہ انسان لقمہ اجل چکے ہیں لیکن امریکی چڑیل ''العطش العطش'' کی صدائیں لگا رہی ہے، امریکہ کو پاکستان کی ایٹمی ٹیکنالوجی کھٹکتی ہے اس لیے یہودی کسی طور پر برداشت نہیں کر سکتے کہ عالم اسلام ایٹمی قوت ہو اس کے ایٹمی اثاثے تباہ کرنے کے لیے امریکہ پاکستان پر اپنی طفیلی حکومتیں مسلسل مسلط کر رہا ہے تاکہ وہ کھل کر پاکستان کو ایٹمی طاقت بننے کی سزا دے سکے اور پاکستانی قوم کو اتنا تباہ و برباد کر دے کہ جب امریکی مہرے قوم کو سمجھائیں کہ امریکہ تمہیں تمہاری ایٹمی طاقت بننے کی سزا دے رہا ہے تو قوم کی اکثریت آسانی سے یہ برداشت کرے کہ ایٹمی طاقت کو ختم کر دو ہمیں جینے کا حق تو دو پاکستان کے اندر پی آئی اے، ریلوے سٹیل ملز اور دیگر پیداواری اداروں کی تباہی بجلی، گیس، پٹرول کی قیمتوں میں اندھا دھند اضافہ اشیائے صرف کی گرانی، مصنوعی قلت یہ سب امریکی پالیسیوں کا حصہ ہے۔ جنہیں ملک پر مسلط کیا ہے ان کے ذمہ ہے کہ ملکی وسائل کو دونوں ہاتھوں سے لوٹو، تباہ کرو، بیرونی قرضے بلاضرورت لیتے جاؤ، کرنسی نوٹ دھڑا دھڑ چھاپے جاؤ تاکہ ملکی معیشت تباہ و برباد ہو جائے اور لوگوں کو ایٹم بم سے زیادہ جان کی فکر لگ جائے مشرف سے لے کر اب تک حکومت اسی پالیسی پر گامزن ہے اور ملکی معیشت کو تباہ کر رہی ہے۔ زرداری گیلانی کو یہ خوش کن پیغام بھی دے دیا گیا ہے کہ امریکہ اپنی ٹیکنالوجی کی بدولت جب چاہے گا تمہیں ہوائی جہاز کے اندر ہی راہی ملک عدم بنادے گا اور یہ کہ تمہارا ریڈ زون بھی اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکومت نے امریکی سفارتخانے کو اتنا رقبہ دے دیا ہے اور اسے کثیر المنزلہ عمارت تعمیر کرنے کی اجازت بھی دے دی ہے کہ اب سفارتخانے کی بجائے امریکی فوجی چھاؤنی اور بلند عمارت کی بنا پر تمہاری پارلیمینٹ، ایوان صدر ایوان وزیراعظم نہ صرف اس کے کیمروں کی زد میں ہوں بلکہ ہر طرح سے اس کے نشانہ پر ہوں۔ پاکستان جب بھی امریکہ سے دوری اور چین سے اور زیادہ قرب کی پالیسی پر عمل کرتا ہے اسے زلزلے، سیلاب، برفانی تودے اور اسلام آباد انٹرنیشنل ائیر پورٹ جیسے محفوظ ہوائی مستقر پر اس کے جہاز کی تباہی جیسے واقعات سے ہمکنار کرتا ہے تاکہ بزدل حکمران مزید بزدلی کا شکار ہو کر اور زیادہ فدویت کا مظاہرہ کریں۔ جاپان کے شہنشاہ نے چین کے وزیراعظم سے تین مرتبہ ملاقات کی اور اسے قائل کیا کہ ڈالر پر انحصار ختم کر کے نئی کرنسی بنائے، اسکے نتیجے میں 2011ء میں جاپان کو زلزلے اور سونامی سے دوچار ہونا پڑا، مشرقی تیمور کے علیحدگی کے زخم کو آئندہ مزید خوفزدہ کرنے کے لیے انڈونیشیا کو بھی زلزلے اور سونامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ پاکستان میں 2005 کا زلزلہ 2010 کا سیلاب اور اب گیاری سیکٹر میں اتنا بڑا تودہ جسکے نیچے پوری فوجی چوکی دب کے رہ گئی ہے، قدرتی نہیں بلکہ مصنوعی تھے۔ ستم بالائے ستم کہ امریکہ ہر ہار پ حملے کے بعد خیر خواہ اور ہمدرد کے روپ میں آکر امدادی کارروائیوں کی آڑ میں پاکستان کے حساس علاقوں میں پہنچ جاتا ہے اور پھر نامعلوم جاسوسی کے کیسے کیسے آلات نصب کر کے جاتا ہے۔ گلگت اور چلاس کے فرقہ وارانہ فسادات بھی اسی سلسلے کی کڑی میں اس پر آئندہ ان شاء اللہ لکھوں گا، جاگتے رہنا اے اہل وطن۔

تبلیغی واصلاحی پروگرام

مورخہ 21 اپریل بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامع مسجد حافظ یحییٰ عزیز میر محمدیؒ والی گاؤں میر محمد تبلیغی واصلاحی پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حافظ محمد اسماعیل عزیز میر محمدی، میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان، مولانا حکیم ثناء اللہ، مولانا حاجی ابوبکر، حافظ عبدالرؤف ربانی خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ (منجانب: حافظ محمد طارق عزیز میر محمدی)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح یا SMS کے ذریعہ طلاق کا حکم

سوال: آج کل انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح پڑھے جاتے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال: SMS کے ذریعہ دی گئی عورت کو طلاق شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں؟ ایک سائل تنظیم اہلحدیث لاہور

الجواب بعون الوہاب:۔ جواب نمبر 1:۔ شریعت مطہرہ نے معاشرہ کو پاک رکھنے کے لئے نکاح رکھا ہے اور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، فانہ اغض للبصر واحصن للفوج ''نکاح نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے'' (مشکوۃ شریف کتاب النکاح فصل اول)

اسلام میں نکاح کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے اور اس کو عبادت قرار دیا گیا ہے جو شخص استطاعت کے باوجود اس سے اعراض کرتا ہے اس کے لئے وعید سناتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا، فمن رغب عن سنتی فلیس منی ''جو میری سنت سے اعراض کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں'' (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب ص ۲۷ بحوالہ مسلم)

شریعت میں نکاح کا حکم:

فقہائے کرام نے نکاح کے تین حکم بیان کئے ہیں۔

(۱) نکاح کبھی واجب ہوتا ہے۔ (۲) نکاح کبھی سنت ہے۔

(۳) اور نکاح کبھی جائز اور مستحب ہوتا ہے۔

جب یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے تو اس کا طریقہ بھی ہمیں شریعت مطہرہ میں بتلایا گیا ہے تاکہ یہ عبادت بھی شرعی طریقہ کے مطابق ادا ہو سکے شریعت نے مرد کو عورت کے لئے نکاح کا پیغام دینا جائز قرار دیا ہے اور عہد نبوت ﷺ میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ مرد عورتوں کو نکاح کا پیغام بھجوایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ فاطمہ بنت قیسؓ کو ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص نے طلاق بتہ دے دی۔ عدت کے اختتام پر اس نے آپ کو اطلاع دی کہ مجھے حضرت معاویہؓ بن ابوسفیان، ابوجہمؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے شادی کا پیغام بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا انکحی اسامۃ بن زید اس کو اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

(مشکوۃ باب العدۃ فصل اول ص)

مرد عورت کو شادی کا پیغام بھیج سکتا ہے لیکن وہ پیغام دوستی اور دوسری محبت بھری گفتگو پر مشتمل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ نکاح سے قبل مرد اور عورت کا تلذذ بھری گفتگو کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے فزنا العین النظر وزنا اللسان المنطق کہ انسان کی زبان، اسکی آنکھیں اور دوسرے اعضاء زنا کرتے ہیں شرمگاہ صرف ان اعضا کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے (مشکوۃ بحوالہ بخاری مسلم) آنکھ کا دیکھ کر اور زبان کا گفتگو کر کے لذت حاصل کرنا آپ ﷺ نے زنا قرار دیا ہے۔ نکاح سے قبل عورت سے ایسی کلام، تحریری یا زبانی نہیں ہونی چاہئے۔ پارہ نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولا متخذات اخدان (الآیہ) ''جن عورتوں سے تم نکاح کرتے ہو وہ پوشیدہ دوستی پکڑنے والی نہ ہوں'' نکاح سے قبل اس طرح کی گفتگو کرنا دوستی اور آشنا پکڑنا ہے جس سے اسلام منع کرتا ہے۔

انٹرنیٹ پر نکاح کی پیغام رسانی جائز اور درست ہے جب یہ پیغام صرف نکاح کا ہو۔ دوستی اور لذت بھری گفتگو پر مشتمل نہ ہو اسی طرح انٹرنیٹ پر نکاح بھی اس وقت شرعاً جائز اور درست ہوگا جب اس کے اندر نکاح کی شروط پائی جائیں گی۔ نکاح کے صحیح ہونے کی ۵ شرطیں شریعت مطہرہ نے بیان کی ہیں۔

(۱) میاں بیوی کا تعین ہو۔ (۲) دونوں کی رضا ہو۔

(۳) ولی ہو۔ (۴) دو عادل گواہ ہوں۔ (۵) کفو ہو۔

(الممتع فی شرح المقنع ص ۳۱ ج ۵)

اگر یہ شرائط پائی جائیں تو نکاح (انٹرنیٹ پر ہو یا بغیر انٹرنیٹ کے) شرعاً جائز ہوگا اگر کوئی شرط مفقود ہوئی تو نکاح درست نہیں ہوگا۔

جواب نمبر 2:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے طلاق دینا خاوند کا حق ہے (ابن ماجہ ص ۱۵۲) خاوند جب چاہے عورت کو طلاق دے کر آزاد کر سکتا ہے اس میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں کیونکہ طلاق کے کلی اختیارات شرعاً خاوند کے پاس ہوتے ہیں اس لئے جب اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ SMS کے ذریعے دی گئی طلاق عورت کے خاوند کی طرف سے ہے تو شرعاً وہ طلاق معتبر ہوگی۔ فقط

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 21) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاo ''اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ہم مجلس (ہم نشینوں)، مسافروں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (۳۶)

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْجَارِ: پڑوسی۔ اَلْجُنُبِ: اجنبی۔

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ: ہم نشین۔

مُخْتَالًا: متکبر۔ فَخُوْرًا: فخر کرنے والا۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خاندانی نظام کے معاملات کا ذکر فرمایا تھا اس آیت میں کچھ ایسی چیزوں کو ذکر کیا جن سے یہ نظام مزید مستحکم ہوتا ہے۔

التوضیح:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا.

اسلام کا بنیادی مقصد معاشرہ میں مفاسد اور بدامنی کو ختم کر کے ایک ایسے پرامن معاشرے کا قیام ہے کہ جو تمام قسم کی خرافات سے پاک ہو جس میں خالق اور مخلوق کے حقوق کی پہچان اور ہر ایک کے حقوق کی کماحقہ ادائیگی ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر ایک کے حقوق کو ادا کرتے وقت اخلاق حسنہ کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا ہے، جبکہ اس آیت میں اخلاق حسنہ کی تیرہ اقسام کی طرف ہماری راہنمائی کی گئی ہے۔

(1) خاص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا: ہر فعل کا کرنا جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس فعل کو ترک کر دینا کہ جس کے ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے عبادت کہلاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ. ''اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو'' (بنی اسرائیل: ۲۳) کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق اور تمام قسم کی نعمتیں دینے والا ہے، اس لیے وہی عبادت کا مستحق اور لائق ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا. ''اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔'' جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب وہ بندے ایسا کریں تو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے پھر عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے۔ (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی امته الی توحیدالله ج25 ص77 رقم الحدیث 7373)

شرک کی اقسام: شرک کی تین اقسام ہیں:

(1) شرک فی الذات: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کیا جائے اس کی اولاد مانی جائے یا اس کی بیوی مانی جائے یا اس کا اوتار مانا جائے وہ ان تمام چیزوں سے مبراء اور بلند و بالا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْo وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌo ''کہہ دو کہ اللہ اکیلا ہے، اللہ (ہر چیز سے) بے نیاز ہے، نہ وہ (کسی کا) باپ ہے اور نہ ہی وہ (کسی کا) بیٹا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔''

(۲) شرک فی الصفات: اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک مانا جائے، جیسے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اسی طرح کسی دوسرے کو بھی قادر مطلق ماننا وغیرہ

(۳) شرک فی الحقوق: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے

یعنی اللہ کی عبادت کی طرح مخلوق کی عبادت کرنا۔ جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی عبادت کرتے ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے سفارشی گردانتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ o ''کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انہیں نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی فائدہ، اور (مشرکین) کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی ہیں، کہہ دیجیے کیا تم اللہ تعالیٰ کو خبر دو گے اس چیز کی کہ جسے وہ (تمہارے طرز عمل کے مطابق) نہیں جانتا، وہ پاک اور بلند ہے اس سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

(2) جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودیوں نے اپنے علماء کی پوجا کی (کیونکہ انہوں نے اپنے علماء کو حلال وحرام کا اختیار دے دیا) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o ''انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور علماء کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور (عیسائیوں نے بھی اسی طرح) حضرت عیسیٰ بن مریم (کی عبادت کی) حالانکہ انہیں حکم یہی تھا کہ وہ معبود واحد ہی کی عبادت کریں وہ تو پاک ہے اس سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں'' (التوبہ: 31)

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

''والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔'' والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اولاد پر فرض ہے اور اس کی اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

نوٹ: حقوق والدین کا مفصل بیان سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

(4) قریبی رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا، مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، ان کی اولاد وغیرہ کیونکہ ان کے ساتھ احسان وحسن سلوک بھی خاندانی نظام کی تقویت اور معاشرہ میں امن وسکون کا باعث بنتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سے حسن سلوک کرنے پر دوہرے اجر کی نوید سنائی۔ حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. ''مسکین پر صدقہ کرنا (ایک) صدقہ (کرنے کا اجر) ہے جبکہ رشتہ دار پر صدقہ کرنے کا دگنا اجر ہے (۱) صدقہ کرنے کا (۲) صلہ رحمی کرنے کا۔''

(سنن نسائی کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی الاقارب ص 403 رقم الحدیث 2582)

(5) یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں یعنی شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر بتلایا۔''

(صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الادب باب فضل من یعول یتیما ج 21 ص 135 رقم الحدیث 6005)

(6) مساکین کے ساتھ حسن سلوک کرنا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ذریعہ آمدن تو ہو لیکن ان کے جائز اخراجات آمدن سے بھی زیادہ ہوں تو اسلام نے معاشرہ میں توازن برقرار رکھنے کے لیے ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی ہے۔

(7) رشتہ دار پڑوسیوں سے حسن سلوک: پڑوسی رشتہ دار سے حسن سلوک کرنا دوہرے اجر کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکینؒ پر صدقہ کرنا ایک صدقہ کرنے کا اجر ہے، جبکہ رشتہ دار پر صدقہ کرنا دگنے اجر کا باعث ہے، (۱) صدقہ کرنے کا (۲) صلہ رحمی کرنے کا۔ (سنن نسائی کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی الاقارب ص 403 رقم الحدیث 2582)

(8) اجنبی پڑوسیوں سے حسن سلوک: ایسا پڑوسی کہ جس سے کوئی رشتہ داری اور قرابت نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ. ''جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنسآء ج 19 ص 103 رقم الحدیث 1585)

آپ ﷺ نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ. اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں مومن نہیں مومن نہیں صحابہ کرامؓ نے سوال کیا وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وہ شخص کون ہے؟ کہ جو مومن نہیں فرمایا: اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. ''جس سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الادب باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ ج 21 ص 139 رقم الحدیث 6016)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہتے یہاں تک کہ ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ ''میں نے گمان کیا یہ اسے بھی وارث بنا دیں گے۔'' (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار ج 21 ص 138 رقم الحدیث 6014) ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ. ''کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن

سلوک کرے۔" (مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار ج1 جزء2 ص16 رقم الحدیث 47)

(9) وقتی ساتھی سے اچھا سلوک کرنا: حضرت علیؓ وقتی ساتھی سے مراد بیوی لیتے ہیں لیکن اس سے ہر وہ ساتھی مراد ہوگا جو سفر کا ساتھی ہے، ایک ساتھ تجارت کرتا ہو، تعلیم کا ساتھی ہو، مسجد اور مجلس میں ایک ساتھ بیٹھنے والا ہو، وغیرہ

(10) سفر کے ساتھی سے اچھا سلوک کرنا: سفر کے ساتھی یعنی مسافر سے بھی حسن سلوک سے پیش آنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ "کہ رشتہ داروں کو، مسکینوں کو اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرتے رہو" (بنی اسرائیل: 26) حتیٰ کہ مال غنیمت کا 1/5 حصہ جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے اس سے بھی حکومت کو مسافر کی مدد کرنے کا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ. (الانفال: 41) "اور جان لو کہ جو تم غنیمت حاصل کرتے ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور قرابت والوں کے لیے، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" ایسے مسافر کو جو ساتھ سفر کر رہا ہو ہر قسم کی سہولت پہنچانے کا شریعت حکم دیتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس زائد سواری ہو اسے چاہیے کہ وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں، جس کے پاس زائد کھانا ہو وہ اسے دے دے کہ جس کے پاس کھانا نہیں۔

(مسلم کتاب اللقطة باب استحباب المواساة بفضول المال ج6 جزء12 ص28 رقم الحدیث 1728) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی طرف روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ تو رحمت کی نظر سے دیکھیں گے اور نہ ہی انہیں پاک کریں گے اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔

(۱) جسکے پاس راستہ میں زائد پانی ہو اور وہ مسافر کو پینے کے لیے نہ دے۔
(۲) جس نے دنیا کے لیے امام کی بیعت کی۔ (۳) جس نے عصر کے بعد قسم کھا کر اپنا سامان بیچا۔

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب المساقاة باب اثم من منع ابن السبیل من الماء ج10 ص146 رقم الحدیث 2358)

(11) لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک: غلاموں کو اپنے بھائی سمجھتے ہوئے ان کو ایذاء نہ دینا، نہ ہی برا بھلا کہنا، لونڈی و غلاموں کی تربیت احسن انداز سے کرنا، انہیں وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنے، اس پر بوجھ نہ رکھے جس کی ان میں طاقت نہ ہو، ان کی غلطیوں سے ایک دن میں ستر مرتبہ بھی معاف کرنا پڑے تو کر دے، ان پر ظلم وزیادتی نہ کرے، انکے چہرے پر ہرگز نہ مارے، لونڈی اور اس کے بچے میں تفریق نہ کرے، غلام سگے بھائیوں کو جدا نہ کرے، ان پر تہمت نہ لگائے وغیرہ

(12) تکبر کا حرام ہونا: متکبر شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ناپسندیدہ ہے کہ جو اپنی دولت وعہدہ وغیرہ کے گھمنڈ میں آ کر لوگوں سے بے اعتنائی برتتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ "کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا" عرض کی گئی کہ ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ. "اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (حقیقت میں) تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔" (مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر ج1 جزء2 ص74-75 رقم الحدیث 91)

(13) فخر کا حرام ہونا: فخر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ انسان مال گن گن کر رکھے اور حقوق ادا نہ کرے، حقیقت میں اترانے والا اور اللہ ذوالجلال کا ناشکرا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس قبیح فعل کی حرمت کو اس مقام پر بیان فرمایا کہ انسان نعمتوں پر فخر تو کرے لیکن شکر ادا نہ کرے؟

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کے لیے ہی خاص ہے، عبادت کی تمام تر اقسام میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کیا جا سکتا اگر شریک کیا جائے تو یہی چیز شرک ہے۔

2۔ والدین، اقرباء، یتیم، مساکین، رشتہ دار، پڑوسی، اجنبی پڑوسی، سفر کا ساتھی اور مسافروں اور غلاموں و لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ 3۔ اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کو پسند نہیں فرماتے۔

دعائے مغفرت

دارالحدیث راجووال کی انجمن کے صدر حاجی عبیداللہ مورخہ 8 مارچ 2012ء کو انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اول وقت کے نمازی، عمل خیر میں دلچسپی رکھنے والے فعال قسم کے انسان تھے۔ دارالحدیث کی مسجد میں قالین، محراب پر صفاتی نام کی پلیٹیں، نئی تعمیر میں پنکھے، لائبریری میں کتب کی فراہمی وغیرہ ان کی باقیات وصالحات یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ جب بھی نیکی کے کام کی دعوت سنتے تو سب سے پہلے اس میں شریک ہونے کی کوشش کرتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر سیئات سے صرف نظر فرمائے اور ان کے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے بیٹوں کو ان کا خلف الرشید بنائے۔ آمین

(شریک غم: محمد یوسف خادم راجووال)

ندوۃ العلماء کے اصحاب ثلاثہ

مولانا سید سلیمان ندویؒ — مولانا مسعود عالم ندویؒ — مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

قسط نمبر 4

عبدالرشید عراقی

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نوازا اور اس زار ونزار مریض کو جس کو ہمیشہ راحت واحتیاط کی ضرورت رہتی تھی، راولپنڈی جیل میں اسیری اور نظر بندی کے دن گزارنے پڑے، مسعود صاحب کی اس سعادت پر بڑا رشک آیا، ان کے علمی فضائل وکمالات کا اعتراف ہمیشہ سے تھا لیکن اس موقع پر دل نے ان کی سبقت وفضیلت اور اپنی پسماندگی کا صاف اعتراف کیا۔ (ص: ۳۵۳)

مسعود صاحب کی عمر ۴۴ سال سے زیادہ نہیں ہوئی، اس عمر میں انہوں نے بڑے بڑے کام کیے اور ایسی تصانیف یادگار چھوڑیں جو ایک شخص کو کامیاب مصنف اور نامور صاحب علم وصاحب قلم بنانے کے لیے کافی ہیں کسی شخص کے افتخار کے لیے وہ سرمایہ کافی ہے، جو انہوں نے چھوڑا، مگر جو لوگ ان کے ذہنی اور علمی صلاحیتوں سے واقف تھے اور جو ان کے علم وفکر کا ارتقاء دیکھ رہے تھے اور جن کو اس کی آرزو تھی کہ بہت دن زندہ رہیں اور کام کریں ان کی زبان پر بعد حسرت ویاس یہ مصرعہ ہے۔

؎ خوش درخشید و سے دولت مستعجل بود

(ص: ۳۵۶، ۳۵۷)

مولانا مسعود عالم ندوی کی صحافت:

مولانا مسعود عالم ندوی کی ہمہ گیر شخصیت کا ایک نمایاں رخ اور انکے لافانی کارناموں کی داستاں کا ایک روشن ورق ان کی صحافت بھی ہے لیکن ان کی صحافت اس دور کی صحافت سے مختلف تھی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مولانا مسعود عالم ندوی کی صحافت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: غالباً ۱۹۳۲ء تھا کہ میں نے شیخ تقی الدین الہلالی المراکشی استاد ادب دار العلوم ندوۃ العلماء کی معیت میں بنارس، اعظم گڑھ، مئوناتھ بھنجن، مبارکپور کا سفر کیا، دار المصنفین کے زمانہ قیام میں مولانا سید سلیمان ندوی اور الہلالی صاحب نے دار العلوم سے ایک عربی رسالہ کے اجراء کا فیصلہ کیا اور اس کی ادارت کے لیے قرعہ فال قدرتی طور پر مسعود صاحب کے نام پڑا ان سے زیادہ نہ صرف ہمارے حلقہ میں بلکہ سارے ہندوستان میں اس کام کے لیے کون موزوں تھا۔

محرم ۱۳۵۱ھ رسالہ ''الضیاء'' کا اجراء ہوا، رسالہ کے مضمون نگار اگرچہ بہت محدود تھے اور پرچہ پتھر پر چھپتا تھا جو عرب قارئین کے مذاق طبیعت کے بہت خلاف اور ان کی نگاہوں پر بار ہوتا تھا لیکن زبان کی صحت، حسن انشاء اور مضامین کی بلندی کی وجہ سے وہ ممالک عربیہ کے سنجیدہ علمی وادبی حلقوں میں بہت مقبول ہوا اور اس کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ (ماہنامہ چراغ راہ کراچی، مسعود عالم نمبر ص ۴۳)

اس رسالہ میں علاوہ ادبی مضامین کے عالم اسلام کی اہم خبریں اور ہندوستان کے سیاسی حالات پر تبصرہ اور تلخیص بھی ہوتی تھی مسعود صاحب یہ حصہ بھی پوری روانی و بے تکلفی سے لکھتے تھے، وہ عموماً مضامین قلم برداشتہ لکھتے تھے اور اپنے مسودہ میں بھی بے تکلف حک واصلاح کرتے۔ میں بھی ایک طرح سے رسالہ کا متصل مضمون نگار ہونے کی وجہ سے شریک ادارت تھا۔ (پرانے چراغ ۱/۳۲۱)

ملک غلام علی مرحوم ''الضیاء'' کے تعارف میں لکھتے ہیں: اس رسالے کا پہلا پرچہ مولانا مسعود عالم ندوی کی زیر ادارت محرم ۱۳۵۱ھ میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ چار سال بمشکل زندہ رہ کر بالآخر اسے عربیت کے فقدان کی نذر ہونا پڑا اور محرم ۱۳۵۵ھ کے آنے سے قبل ہی یہ ماہنامہ مدیر مرحوم کی زندگی ہی میں مرحوم ہوگیا۔ یہ رسالہ (۴۰) صفحات پر مشتمل ہوا کرتا تھا، اسکے مستقل لکھنے والوں میں چند ایک شیخ تقی الدین الہلالی المراکشی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد ناظم ندوی تھے۔ گاہے بگاہے مولانا حمید الدین فراہی اور انکے شاگردان رشید کے مضامین بھی شریک اشاعت ہوتے تھے، علمی، دینی، تعلیمی تاریخی ودیگر اجتماعی مسائل پر تحقیقی مقالات بھی ہوا کرتے تھے۔

خالص ادبی مضامین ومعلومات کا بھی ایک مستقل باب ہوتا تھا اور ''سیر الحوادث'' اخبار وآثار اور نظرات وغیرہ عنوانات کے تحت ہند، بیرون ہند، خصوصاً عالم اسلام کے حالات حاضرہ پر تبصرہ بھی چھپتا تھا جو بالعموم مولانا مسعود عالم ندوی کے قلم ہی سے ہوا کرتا تھا، جس سے ان

کی عربی انشاء کی قوت ندرت اور زبان کی پختگی کا اندازہ ہوتا ہے، ان پر چھوٹے چھوٹے اشارات کے علاوہ مولانا مسعود عالم کے مستقل مقالات اور ان کی مطبوعہ اور مکمل و نامکمل تصانیف کے منتخب ابواب بھی ''الضیاء'' میں نکلا کرتے تھے۔

(ماہنامہ چراغ راہ کراچی، مسعود عالم ندوی نمبر ص ۱۶۵)

تصانیف:

مولانا مسعود عالم ندوی عربی اور اردو کے بلند پایہ مصنف تھے، آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائیں وہ اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مولانا کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔(۱) تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی الھند و باکستان (عربی) یہ کتاب طبع نہیں ہو سکی لیکن اس کی تلخیص ''نظرۃ اجمالیہ فی تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔(۲) حاضر مسلمی الھند و غابرھم (عربی) یہ کتاب قاہرہ (مصر) کے اخبار ''الفتح'' میں قسط وار شائع ہو چکی ہے لیکن کتابی صورت میں شائع نہیں ہو سکی۔

اردو تصانیف:

(۱) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک (۲) محمد بن عبدالوہاب (ایک بدنام مصلح) یہ کتاب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی سوانح حیات اور ان کی دعوت پر تحقیقی روشنی ڈال کر تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں مولانا مسعود عالم ندوی نے ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک جس کے داعی حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی تھے اور نجد میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب تھے کی تحریک کے فرق کو نمایاں کیا ہے یہ کتاب (۸) ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب تحقیق و تفتیش کا بہترین مرقع ہے۔ بقول مولانا اسعد گیلانی مرحوم، محمد بن عبدالوہاب کا موضوع علمی، تاریخی اور تحقیقی ہے۔

(۳) اشتراکیت اور اسلام: یہ کتاب مولانا مسعود عالم ندوی کے مقالات کا مجموعہ ہے جو ''اشتراکیت اور اسلام'' کے موضوع پر مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوئے۔ مولانا اسعد گیلانی مرحوم لکھتے ہیں کہ: فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے اور یہ حقیقت ہے جسے مولانا مسعود عالم ندوی نے خود بھی محسوس کیا ہے، فرماتے ہیں ''اشتراکیوں نے بھی جہاں تک ان کے افکار و نظریات کے پیش کرنے کا تعلق ہے کسی تعریف یا غلطی کی نشاندہی نہیں البتہ اسلامی پہلو کی تشنگی کا احساس رہا اور بعض اہل نظر نے اس کی طرف توجہ بھی دلائی۔'' (دیباچہ اشتراکیت اور اسلام)

(۴) دیار عرب میں چند ماہ: مولانا مسعود عالم ندوی کا سفرنامہ عرب ممالک۔(۵) الترجمۃ العربیہ (جلد اول، دوم) یہ کتاب مولانا مسعود عالم ندوی اور ان کے تلمیذ رشید مولانا محمد عاصمؒ کی مشترکہ تصنیف ہے، مولانا اسعد گیلانی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں: مولانا مسعود عالم ندوی کو عربی زبان پر جتنا عبور تھا اور ان کا ذوق جتنا بلند تھا وہ ہمارے علمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے، ان کے پیش نظر یہ مسئلہ بھی تھا کہ ہمارے نوجوانوں میں عرب دانی کا ذوق بھی بڑا ہے اسی ذوق کا تقاضا تھا۔ جب انہوں نے اپنے استاد مکرم مولانا سید سلیمان ندوی کے ساتھ مل کر ''لغات جدید'' مرتب کی تھی۔ اسی ذوق کا یہ دوسرا اور نہایت ترقی یافتہ مظاہرہ ہے جو ان دو کتب کی صورت میں سامنے آیا جن لوگوں کو بھی ان کتب سے استفادے کا موقع ملا ہے وہ ان کتب کی افادیت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

(ماہنامہ چراغ راہ کراچی مسعود عالم ندوی ص ۱۸۹)

(۶) مکاتیب سلیمان: یہ کتاب مولانا سید سلیمان ندوی کے (۱۴۵) مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ جو مولانا مسعود عالم ندوی کے نام وقتاً فوقتاً لکھے گئے، یہ (۲۵) سال کے مکاتیب کا ذخیرہ ہے اور یہ مراسلت فروری ۱۹۲۸ء میں شروع ہوئی اور اگست ۱۹۵۳ء میں ختم ہوئی۔ ان مکاتیب میں بیشتر خطوط نجی طرز کے ہیں کہیں ''الضیاء'' کا تذکرہ ہے چند مکاتیب جن کا تعلق تصوف اور علم سلوک کے مسائل سے ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی کے نزدیک مدارس اسلامیہ کا سیاسیات میں آلودہ ہونا پسندیدہ نہ تھا۔ رقمطراز ہیں کہ ابھی دیوبند گیا تھا ایک دن رہا، مدرسہ کانگرس کا قلعہ بن رہا ہے، حسن نیت اور اخلاص پر اعتماد ہے مگر مدارس کا اس کشاکش میں پھنسنا کسی طرح علم اور دین کے لیے پسندیدہ نہیں، ایک طرف علی گڑھ کے طلباء لیگ کا علم لے کر اور بالمقابل دیوبند کے طلباء کانگرس کا جھنڈا لے کر صوبہ بھر میں پھیلے ہیں۔(مکاتیب سلیمان ص ۱۹۵)

ماہنامہ الفرقان لکھنو کا شاہ ولی اللہ نمبر شائع ہوا تھا، اس میں مولانا مسعود عالم ندوی کا مضمون شائع ہوا تھا جو مولانا سید سلیمان ندوی اس مضمون کے بارے میں مولانا مسعود عالم صاحب کو لکھتے ہیں: آپ کا مضمون دیکھا دین کی حمیت کی شان دیکھ کر خوشی ہوئی، میری امیدوں کا مرجع اب آپ ہی جیسے چند عزیز ہیں۔ ایک بات کہتا ہے تحریر میں دل کے اجزاء بھی کچھ شامل کیے۔(مکاتیب سلیمان ص ۱۱۰)

(۷) محاسن سجاد: مولانا محمد سجاد کا تعلق پھلواری ضلع پٹنہ سے تھا۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۰ء کو ان کا انتقال ہوا تھا۔ جو مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کو

ان سے انتہائی محبت وعقیدت تھی، مولانا مسعود عالم نے اسی جذبہ محبت و عقیدت کے پیش نظر یہ کتاب مرتب کی۔ اس کتاب کا پیش نظر لفظ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لکھا اور جن حضرات کے مضامین اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا حافظ عبدالحکیم، مولانا زکریا صاحب، مولانا محمد اصغر بہاری، علامہ سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر سید محمود، مولانا امین اصلاحی، مولانا منظور نعمانی رحمھم اللہ ان علمائے کرام کے علاوہ اور بھی کئی علماء کے مضامین اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں، اس کتاب میں مولانا راغب احسن کلکتہ سیکرٹری مسلم لیگ کا ایک اختلافی مضمون بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے جو مولانا مسعود عالم ندوی نے ایک مفصل نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ''نقصان عظیم'' کے عنوان سے جناب ''عروج قادری'' کی ایک نظم ہے۔

رسائل، مولانا سید مودودی کے عربی تراجم: (۸) دین حق (۹) اسلام اور جاہلیت (۱۰) شہادت حق (۱۱) جہاد فی سبیل اللہ

(۱۲) مولانا عبیداللہ سندھی اور ان کے افکار وخیالات پر ایک نظر: اس کتاب کا تعارف اور پس منظر بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے پہلے مولانا سید ابوالحسن علیؒ کی تحریر پیش کی جائے جو مولانا علی میاں لکھتے ہیں۔ اسی عرصہ میں مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کی کتاب ''شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک'' نکلی۔ اس کتاب میں بعض ایسے ''حقائق وانکشافات'' تاریخی رنگ میں پیش کیے گئے تھے جو ہم سب لوگوں کے لیے موجب حیرت بھی تھے اور باعث تکلیف بھی۔

اس کتاب میں سید صاحب کی بے تکلف تحریک وتنظیم کو ایک ''خیالی اسٹیٹ'' کے رنگ میں پیش کیا گیا تھا جس کے سید صاحب محض ''فوجی افسر اور الہ کار'' تھے اور حضرت شاہ اسحاق صاحب جن کو مولانا الصدر الحمید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ صدر ریاست اور نگران اعلیٰ نیز اس میں اہل مغرب یا مرکزی بورڈ (حضرات دہلی) اور اہل مشرق (اہل صادق پور) کے درمیان ایسی رقابت دکھائی گئی تھی جو کبھی سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان میں تھی اور اسی رقابت اور اہل صادق پور کی خود آرائی کو تحریک کی ناکامی کا سبب گردانا گیا تھا۔ (جاری ہے)

بقیہ: دجالی تہذیب

اس ابلیسی تہذیب کے خاتمہ کے لیے علمائے حق کو میدان دعوت میں آگے آنا پڑے گا۔ علماء کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو دین حق کی تعلیمات اور اس کی برکات سے آگاہ کریں۔ اب ایسے علماء کی ضرورت ہے جو پیسے اور لالچ سے بالاتر ہو کر دین اسلام کی تبلیغ کریں۔

آج کا دور پھر ابن تیمیہؒ، امام غزالی اور امام بخاری رحمھم اللہ جیسے قدآور فضلاء کا منتظر ہے۔ اس کردار اور اس قامت کے لوگ آگے آئیں گے۔ اسلام کی سیاسی، سماجی، معاشی، اخلاقی اور تہذیبی تعلیمات کا پرچار کریں گے تو دنیا میں شائستگی اور پاکیزگی کے رویے عام ہوں گے۔ حیاداری کی قدریں جڑ پکڑیں گی اور دنیا میں اخوت ومحبت اور عدل وایثار کے مظاہر سامنے آئیں گے۔ اسلام کے تصورات سے لوگوں کے اذہان منور ہوں گے۔ یہ داخلی نور باہر کی دنیا کو منظور کرے گا اور اس طرح دجالی تہذیب کے اثرات روحوں کی دنیا سے مٹ جائیں گے۔ انسانوں کے باطن کی خباثتیں دور ہو جائیں گے۔ ایمان کی روشنی پھیلے گی اور اس طرح دھرتی اللہ کے ذکر اور انسانی خدمت کی صداؤں سے شاد وآباد ہو جائے گی اور ابلیس دُم دبا کر کسی ویرانے میں پناہ ڈھونڈے گا۔

آسمان ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی

فحاشی اور بے حیائی، قتل وغارت گری اور استحصال کے مظاہر دنیا سے ختم ہو جائیں گے۔ جنگی کلچر ہمیشہ کے لیے نابود ہو کر رہ جائے گا۔ دنیا پیار اور محبت کی ایک نورانی بستی کا روپ دھارے گی، جہاں ہر ایک دوسرے کا خدمت گزار ہوگا۔ لوگ انسانی عزتوں کے محافظ بن جائیں گے۔ نئے طارق ومحمود افق عالم پر ابھریں گے اور دنیا سے ابامہ جیسے درندہ صفت حکمرانوں کا خاتمہ کر کے خالص اسلامی ریاست قائم کریں گے جس میں کسی زرداری اور گیلانی کے لیے جگہ نہ ہوگی۔ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور اسلامی انقلاب سے دنیا کی تقدیر بدل دی جائے گی۔ تب ظالموں کے لیے جائے پناہ نہ ملے گی اور دنیا سے تشدد اور دہشت کا خاتمہ کر کے امن کی نوید سنائی جائے گی۔ بس یہ دور سعید تاریخ کی کروٹ پلٹ جانے کا منتظر ہے۔ افغانستان میں اسلامی انقلاب قائم ہو جانے کے بعد پاکستان میں اسلامی خلافت کا آفتاب طلوع ہوگا۔ تاریخ کا یہ اٹل فیصلہ ہے اور حالات اس امر کی عکاسی کر رہے ہیں کہ اب صبر کا عالمی طاغوتی نظام بس چند دن کا مہمان ہے۔ دنیا بار بار کی جنگوں سے تنگ آگئی ہے اور دھرتی اب امن کی آرزومند ہے۔ امن کا یہ سویرا مسلم مجاہدین کے ہاتھوں طلوع ہوگا اور یہ تاریخ کا وہ مظاہرہ ہے جس کا خواب حکیم الامت کے خواب کی تعبیر ہے اور اسی دور میں عالمی اسلامی انقلاب کا محیر العقول واقعہ تاریخ کی زندہ حقیقت بنے گا۔

نہیں ہے میری نظر سوئے کوفہ وبغداد
کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد

جنگ قادسیہ کا پس منظر اور پیش منظر

محمد اسحاق حقانی .... مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور
قسط نمبر: 4 آخری

اگلے دن شہداء کے دفن سے فارغ ہوئے تو شام کی طرف سے ہاشم بن عتبہ کی قیادت میں گھوڑوں پر سوار فوج آتی نظر آئی، جس کو حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق بھیجا تھا، ہراول دستے سے قعقاع بن عمرو کو سپہ سالار بنایا گیا انہوں نے اپنے دستے کو دس دس فوجیوں میں تقسیم کیا۔ دس آدمیوں کو روانہ کرتے جب نظر سے دور ہونے لگتے تو پھر دوسرے دس بھیجتے، اس طرح لمبی قطار نظر آتی آخر میں خود قعقاع ساتھیوں کے ساتھ آئے اور کہا کہ میں ایسے لوگوں کو لے کر آیا ہوں جو تم سے بڑھ کر شوق شہادت رکھتے ہیں پھر آگے بڑھ کر ایرانیوں کو للکارا۔ مسلمان کہنے لگے کہ جس لشکر میں ایسے آدمی ہوں ان کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ نے کہا تھا یہ شکست نہیں کھاتے، ان کے مقابلے میں جاذویہ نکلا اسکو انہوں نے جہنم رسید کیا اسی طرح دس دس آدمی ایرانیوں کی طرف بڑھتے اور حملے کرتے یہاں تک ان کی قوت ٹوٹ گئی، قعقاع بن عمر نے ایرانیوں کو چیلنج دیا کہ مقابلے کے لیے آؤ بیزران اور ہندوان نکلے ادھر حضرت قعقاع کے ساتھ حارث بن ظبیان بھی آملے، بیزران کے ساتھ قعقاع کی مڈبھیڑ ہوئی اور ہندوان پر حارث نے حملہ کیا دونوں نے اپنے شکار کو ختم کیا، بنونخع قبیلے کی ایک عورت کے چار بہادر بیٹے بھی قادسیہ میں حاضر ہوئے اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ آج تک تم کو کسی آزمائش بھوک، پیاس یا دشمنی کا واسطہ نہیں پڑا اگر اب میرے بڑھاپے میں تم اہل فارس کے سامنے ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ تمہارے نسب میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں تم ایک ماں باپ کے بیٹے ہو جاؤ آج میں تمہیں پیٹھ پھیرتے نہ دیکھوں۔

پس وہ سرپٹ دشمن کی طرف دوڑے جب اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے میرے رب میرے بیٹوں کی حفاظت فرما، ماں کی دعا کا ہی نتیجہ ہے کہ سارا دن لڑنے کے باوجود کسی کو کوئی زخم تک بھی نہ لگا۔ شعبی کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ انکو دو دو ہزار عطیے ملے، ان کو لا کر ماں کی جھولی میں ڈال دیا۔ حضرت قعقاع کے ساتھ بنویربوع کے تین آدمی نعیم بن عمرو، عتاب بن نعیم اور عمرو بن شبیب بھی بہادری کے ساتھ شامل رہے، اسی دن حضرت عمرؓ نے چار تلواریں اور چار بہترین گھوڑے بھیجے تا کہ نمایاں کارکردگی والوں کو تقسیم کئے جائیں تو انہوں نے بنو اسد سے حمال بن مالک، ربیل بن عمرو اور طلیحہ بن خویلد اور بنو یربوع سے قعقاع بن عمر اور دو ساتھیوں کو بلا کر گھوڑے اور تلواریں تقسیم کیں۔ بنی یربوع کے حصے میں تین گھوڑے اور بنو اسد کو ایک گھوڑا اور تین تلواریں ملیں۔ قعقاع نے ایرانیوں کے دو سردار ذوالحاجب اور بیزران کو جب قتل کیا تو پھر گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ قعقاع کے چچازادوں نے اونٹوں پر ایسے کپڑے باندھے کہ ہاتھی نظر آنے لگے اور سواروں کو گراتے بھاگنے لگے، اسی طرح ایرانیوں کو بہت نقصان پہنچا، ایک ایرانی اور مسلمان کی مٹھ بھیڑ ہوئی تو مسلمان نے اس کے سینے پر وار کیا، ایرانی نے ان کے پیٹ میں نیزہ مارا جس سے اس کی انتڑیاں باہر آگئیں ایرانی ختم ہو گیا مسلمان نے اپنے ساتھی کو کہا کہ میرے پیٹ میں انتڑیاں اندر کر کے کپڑا باندھ دے پھر اس نے ایرانیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا، ان کی صفوں کے قریب تیس ہاتھ دور تھا کہ شہادت پا گیا۔

ایک ایرانی کا اعرف عقیلی کے ساتھ مقابلہ ہوا اس کو قتل کیا تو اس کا دوسرا ساتھی آگے بڑھا اس کو بھی گرا دیا دوسرے ساتھیوں نے یکبارگی حملہ کر کے اس کو گرا کر اس کے ہتھیار اتارنے لگے تو انہوں نے مٹی کی مٹھی انکے چہروں اور آنکھوں پر پھینکی وہ آنکھیں ملتے رہ گئے اور یہ نکل آئے، حضرت قعقاع نے تیس ایرانیوں کو تہہ تیغ کیا، مجموعی لحاظ سے دس ہزار ایرانی قتل ہوئے، دو ہزار کے قریب مسلمانوں نے شہادت پائی۔

اگلے دن لڑائی بند رہی، مسلمانوں نے اپنے شہداء کو دفن کیا، رات کو حضرت قعقاع اپنے سپاہیوں کے پاس گئے ان کا حوصلہ بڑھایا اور کہا کہ جب سورج نکلے تو سو سو آدمی قطار اندر قطار مسلمانوں کی طرف نکلیں، مسلمانوں نے جب اس طرح اسلامی فوج کو آتے ہوئے دیکھا تو انکے حوصلے بڑھے کہ شام سے تازہ دم فوج پہنچ گئی ہے اسی طرح حضرت عاصم نے بھی ستر ستر آدمیوں کو بھیجا، آخری دستے کے ساتھ خود آئے اور ساتھیوں کو کہا کہ پہلے تیروں سے کام لینا پھر تلوار سے۔ ادھر ایرانی دوبارہ ہاتھیوں کو تیار کر کے میدان میں لے آئے، ان کے ساتھ پیدل

اور شاہ سوار بھی تھے۔

مگر آج ہاتھیوں کی وہ کیفیت نہ تھی جو پہلے دن تھی کیونکہ ہاتھی جب اکیلا ہو تو زیادہ تباہی لاتا ہے جب آدمیوں کا ہجوم ہو تو پھر نرم پڑ جاتا ہے، اس طرح دوپہر تک سخت لڑائی ہوتی رہی، ایرانیوں کے تازہ دم دستے آتے اور پہلے چلے جاتے، ادھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے بھی شامی فوج بھیج دی۔ ہاشم بن عتبہ اور قیس مرادی سات سو آدمی لے کر پہنچ گئے آتے ہی مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کر کے اسلام کی دولت سے نوازا اور نبی کریم ﷺ کو ہماری ہدایت کے لیے بھیجا اور ہم آپس میں بھائی بھائی بن گئے، ہماری دعوت ایک ہے اور معاملہ، جبکہ درندے تھے ایک دوسرے کو اچک لیتے جیسا کہ بھیڑیا بکریوں کو اٹھاتا اللہ کی نصرت پر یقین رکھو اس کے دین کی سربلندی کے لیے اٹھ کھڑے ہو، اہل شام کے لیے جس طرح آپ ﷺ کی پیش گوئی ہوئی تمہارے لیے بھی فتح فارس (ایران) ہوگی یہ سن کر عمرو بن معدی کرب کہنے لگے کہ میں ہاتھی والوں پر حملہ کرنے لگا ہوں، اونٹ ذبح کرنے کی مقدار کے بعد میرے پیچھے آجانا ورنہ میری شہادت کا یقین کر لینا یہ کہہ کر حملہ کر دیا اور دشمن میں گھس گیا، دوسرے ساتھ کہنے لگے کہ تم کس کے انتظار میں ہو اگر وہ شہید ہو گئے تو مسلمان ایک سپہ سالار سے محروم ہو جائیں گے، انہوں نے بھی یکبارگی حملہ کیا تو دشمن بھاگنے لگے، وہ نیزہ کا زخم کھا کر گر پڑے تھے۔ گھوڑا بھی زخمی ہو چکا تھا، مگر انہوں نے تلوار ہاتھ سے نہیں چھوڑی، جب اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو ایک گھوڑے کی ٹانگ کو پکڑ لیا اس کے سوار نے اس کو ایڑ لگائی اور عمرو پر حملہ کرنا چاہا تو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کو قابو کر لیا۔

ادھر حضرت سعد نے نومسلم ایرانیوں کو بلا کر پوچھا کہ ہاتھیوں کے حملے کو کیسے روکا جا سکتا ہے تو انہوں نے بتایا اگر انکے ہونٹ اور آنکھوں پر مارا جائے تو بے کار ہو جاتے ہیں، حضرت قعقاع اور عاصم بن عمرو نے نیزے پکڑے اور ساتھیوں کو کہا کہ بڑا سفید ہاتھی کو گھیرو، دونوں نے اس کی آنکھوں میں نیزہ لگایا، اس نے سر کو جھٹک کر فیل بان کو گرا دیا اور ہونٹ کو لٹکایا تو حضرت قعقاع نے اس کو چوکا لگا دیا وہ اندھا دھند بھاگنے لگا دوسرے ہاتھی بھی اس کے پیچھے اس طرح ایرانیوں کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، مسلمانوں نے جوش وجذبہ سے ان کا پیچھا کیا، انس بن حلیس کہتے ہیں کہ اس دن رات بھر لڑائی ہوتی رہی، تلواریں ایسے ٹکراتی تھیں جیسے لوہار کے ہتھوڑے کی آواز۔

حضرت سعدؓ رات آہ وزاری اور دعا میں مشغول رہے، صبح حضرت قعقاع نے آواز لگائی کہ نصرت صبر کے ساتھ ہے، ان کی آواز پر ساتھی جمع ہو گئے اور جہاں رستم سنہری تخت لگا کر بیٹھا تھا قصد کیا، ادھر دوپہر ہو رہی تھی اس کے پاس مال لادے خچر لایا گیا تھا وہ دھوپ سے بچنے کے لیے اس کے سایہ میں ہو گیا، ھلال بن علقمہ نے تلوار سے بورے کی رسی کاٹ دی وہ اس کے اوپر آ گرا، اس نے اپنی تلوار سے اس کو پیچھے ہٹایا تو اس سے کستوری مہکنے لگی پھر رستم نہر کی طرف بھاگا اور تیرنے کی کوشش کی، ھلال نے اسے ٹانگ سے پکڑا اور باہر نکالا اور اسکے سر پر تلوار کا وار کیا اور اس کو خچر کے نیچے پھینکا اور اس کے تخت پر چڑھ کر آواز لگائی، رب کعبہ کی قسم میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے، مسلمان ادھر پلٹے اور کفار کے حوصلے ٹوٹ گئے وہ بھی نہر کی طرف بھاگے مسلمانوں نے تیزی سے حملہ کیا، تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے آگے بڑھ کر ضرار بن خطاب نے ایرانی جھنڈا درفش کاویان پر قبضہ کیا، اس کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔

حضرت سعد نے ھلال کو بلایا اور پوچھا کہ رستم کی لاش کہاں ہے؟ کہا کہ جہاں وہ خچر تھے، کہا کہ جاؤ اس کا سامان اتار کر لے آؤ، ادھر ایرانی نہر کا کنارہ توڑنا چاہتے تھے تا کہ مسلمان ان کا پیچھا نہ کریں زہرہ نے بکیسر کو کہا کہ گھوڑے پر جلدی جاؤ اور ان کو روک انہوں نے گھوڑے کو دوڑایا تین سو شاہسوار بھی ان کے پیچھے، جالنوس کمانڈر پر زہرہ نے حملہ کیا، ان کو اس کا سامان دیا گیا اس کی ٹوپی ایک لاکھ تھی ظہر کا وقت ہو رہا تھا مگر مؤذن شہید ہو چکا تھا، ہر سپاہی چاہتا تھا کہ میں اذان کہوں، حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی سے مقرر کیا حضرت سعد نے فتح کی بشارت کے لیے ایک تیز رفتار شہسوار کو بھیجا ادھر حضرت عمرؓ مدینہ سے باہر آ کر انتظار میں تھے جب قاصد قریب آیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ فتح قادسیہ کی خوشخبری لے کر، پوچھا کیسے فتح ہوا وہ سوار بیان کرتا جا رہا ہے حضرت عمر اسکے ساتھ ساتھ پیدل دوڑتے جاتے مدینہ میں داخل ہوا اور مسجد کی طرف روانہ ہوا لوگوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کر امیر المومنین پکارا تو وہ پریشان ہو کر نیچے اترنے لگا تو حضرت عمرؓ نے کہا نہیں تم بیان کرتے جاؤ، کہا میں ایرانی بادشاہ نہیں میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے میں لوگوں کے امین کی طرح ہوں انکی حفاظت ونگرانی میری ذمہ داری ہے

قادسیہ کا پہلا دن:

قادسیہ کے پہلے دن کا نام یوم ارماث یعنی تختوں کا دن تھا کہ ایرانیوں نے تختے جوڑ کر عارضی پل بنایا تھا۔ دوسرے دن کا نام اغواث

یعنی مدد مسلمانوں کو شام سے لشکر کی مدد پہنچی، تیسرے دن کا نام عماس (سختی) اس دن انتہائی سخت لڑائی ہوئی جو رات تک جاری رہی، اس رات کا نام لیلۃ العریر، آہ و زاری اگلا دن فوز و فلاح کا کہ ایرانی میدان چھوڑ کر نہر سے پار چلے گئے، دریا سے پہلے بہر شیر مقام تھا وہاں دفاتر حکومت تھے، یزدجرد کبھی وہاں ٹھہرتا اور کبھی دریا کے پار مدائن شہر میں، حضرت سعدؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے اس کا پیچھا کیا تو وہ سامان وغیرہ لے کر دریا سے پار مدائن میں چلا گیا اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں اگر اس کو مہلت دی جاتی تو پھر مسلمانوں کے لیے خطرہ بنا رہتا مگر آگے دریا حائل تھا، پل وغیرہ ایرانیوں نے توڑ ڈالے تھے، حضرت سعد نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے لشکر نے دریا پار کر لیا ہے انہوں نے عاصم بن عمرو کو دریا پر تیر اندازوں کے ساتھ کھڑا کیا کہ ہم دریا میں گھوڑے داخل کر کے پار کریں گے، آگے سے دشمن مزاحمت کرے تو تم نے تیر برسانا ہوں گے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہہ کر گھوڑے دریا میں ڈال دیے۔

دشت تو دشت تھے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں بھی دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اچانک مدائن کے وائٹ ہاؤس (قصر ابیض) پر حملہ کر دیا یزدجرد پہلے ہی لشکر کی خبر سن کر ساز و سامان لے کر بھاگ گیا تھا، اس لیے بلا مزاحمت وہاں قبضہ ہو گیا۔ حضرت سعدؓ ایوان کسریٰ میں داخل ہوئے اور پڑھا کَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ اور نماز فتح ادا کی، پھر وہاں مال غنیمت اکٹھا کیا گیا، حضرت قعقاع نے دیکھا کہ ایک ایرانی اونٹنی پر لادے سامان لے جا رہا ہے، اس پر حملہ کر کے وہ اس سے چھین کر کے امین بیت المال کے پاس لائے دو بورے اور دو گٹھڑیاں تھیں۔

بوروں میں زرہیں، تلواریں، شاہی لباس، ہیلمٹ جو ایرانی بادشاہوں کسریٰ، ہرقل، داہر، بہرام، قباذ، فیروز وغیرہ تھے۔ قعقاع کو ہرقل کی تلوار اور بہرام کی زرہ دی گئی کسریٰ کی تلوار لباس اور تاج مدینہ دربار خلافت میں حضرت عمرؓ کو روانہ کیا گیا۔ ایک شاہی قالین تھا جو ساٹھ ہاتھ لمبا اور ساٹھ ہاتھ چوڑا تھا۔ سونے چاندی سے مزین نہروں اور زمین کا نقشہ بنایا گیا تھا، موسم بہار کے پھول اور کلیاں جواہرات سے بنائے گئے تھے، پودوں کی ٹہنیاں سونے چاندی کی اس کا نام قالین بہار کسریٰ رکھا تھا۔ کہ موسم بہار میں اس پر محفل ناؤ نوش جمتی، حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ احمق دنیا پر مغرور فریفتہ رہا، بیوی بچوں کے لیے جمع کرتا رہا اور آخرت کو بھول گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا سے حصہ وہی ہے جو کھا لیا، پہن لیا اور ضائع کر دیا یا اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آگے بھیج دیا۔

بقیہ: حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق سرگودھوی

غریبوں مسکینوں اور بچوں میں صدقہ خیرات کرنا ان کی زندگی کا معمول تھا، وہ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار تھے، وہ مسجد و مدرسہ کی بے لوث خدمت کرتے تھے، البتہ عیدین کے موقع پر جماعتی احباب ان کی خدمت کرتے تھے۔ جب گاؤں کے بااثر زمیندار نے شیعیت اختیار کر لی تو انہوں نے عوام میں مذہب کا پرچار شروع کر دیا تو حافظ سراج دین اور میاں برہان الدین کی رگ حمیت بھڑک اٹھی انہوں نے مسجد اہلحدیث میں جلسہ کا اہتمام کیا۔ 5 محرم کو ان کا ماتمی جلوس بازار سے گزر رہا تھا اور چاردیواری کے اندر مسجد میں علامہ دوست محمد قریشیؒ نے مدلل انداز میں ماتم کی تردید کی اور صبر حسینؓ کے موضوع پر علمی خطاب کیا۔ یہ ان دین کے بے لوث خدماء کا تذکرہ ہے جن کے پاس حافظ محمد دین نے قرآن حکیم حفظ کیا۔

ماہر نفسیات کا قول ہے کہ بچہ ابتدائی عمر میں جو کچھ سیکھ جاتا ہے اس کے دل و دماغ پر ثبت ہو جاتا ہے، ان شریف اور نڈر اساتذہ کی صحبت اور تعلیم و تربیت کا اثر حافظ جی کی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے۔

جھاوریاں کے نزدیک موضع خورشید ہے، جہاں بسرا فیملی کے ساتھ حافظ جی کے آباؤ اجداد کے ساتھ گہرے مراسم تھے، جس وقت حافظ سراج دین متولی مسجد کوٹ بھائی خاں حج پر چلے گئے تو حافظ جی نے آخری بارہ پارے خورشید کے مدرسہ میں حفظ کیے، ان کے استاد حافظ محمد بخش نہایت شریف طبع اور محنتی مدرس تھے، انہوں نے اپنی زندگی تدریس قرآن کے لیے وقف کی ہوئی تھی۔ محترم حافظ جی حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد سرگودھا تشریف لے گئے اور مفتی محمد صدیقؒ کے مدرسہ میں داخل ہو گئے، اس طرح کوٹ بھائی خان کی جماعت کا سرگودھا کی جماعت سے تنظیمی رابطہ قائم ہوا، مسجد کوٹ پہلواں میں سردار بھائی خاں میکن کی نگرانی میں جلسہ ہوا۔ جس میں حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، مفتی محمد صدیقؒ اور مولانا غلام اللہ خانؒ نے توحید و سنت پر مدلل خطاب فرمائے۔ برادرم حافظ محمد دین نے تلاوت قرآن اور مولانا ابراہیم خادم نے مختصر کلام سے سامعین کے دل موہ لیے۔ اسی طرح حافظ جی کا اپنے علاقہ میں پہلی دفعہ تعارف ہوا کہ خدا بخش ملک کا بیٹا سرگودھا میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

☆.........☆.........☆

حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق سرگودھویؒ

عطاء محمد جنجوعہ قسط نمبر: 2 آخری

درس کے طالب علم خوشی محمد جنجوعہ پنسار میں مریضوں کو دوائی دیتے، جبکہ حافظ محمد دین ملک دوائی تیار کرنے اور مریضوں کو دینے میں خوشی محمد کا ہاتھ بٹاتے۔ بچپن میں طب کا ذوق جوانی میں حافظ محمد دین ملک کا وجود انسانی خدمت کا وسیلہ بن گیا، اس طرح تدریس قرآن اور طبی خدمات کی وجہ سے حافظ سراج دین کا گاؤں میں بے حد احترام تھا ان کے چھوٹے بھائی میاں برہان الدین بے لوث مبلغ اور سماجی رفاہی کاموں کے قائد تھے، گاؤں میں سیلابی پانی آتا تو عورتوں کا رفع حاجت کے لیے نکلنا پیچیدہ مسئلہ بن جاتا تھا میاں جی نے تین سڑکیں بنوائیں وہ حلقہ گاؤں کوٹ پہلوان میں امام وخطیب تھے۔

سردار بھائی خان لیکن ان کا معتقد تھا، سردار صاحب اپنے استاد جی کے ہمراہ جلسوں میں شرکت کے لیے سرگودھا جاتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا علمی محاسبہ کیا، مرزا قادیانی نے بحث مباحثہ سے تنگ آکر آسمانی فیصلہ کے لیے دعا کی کہ اگر میں سچا ہوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میری زندگی میں ہیضہ کی موت سے مرجائے اور اگر مولوی ثناء اللہ خاں سچا ہے تو میں اس کی زندگی میں ہی ہیضہ کی موت سے مر جاؤں۔ چنانچہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں ہیضہ کی بیماری کی وجہ سے مرگیا جبکہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا آکر فوت ہوئے۔

والد مرحوم نے بتایا کہ ایک دفعہ مسجد اہلحدیث ۱۹ بلاک میں جلسہ تھا، استاد جی اور سردار بھائی خان میکن کے ہمراہ جلسہ میں گیا، مولانا ثناء اللہ تقریر کر رہے تھے کہ اسلام میں بت پرستی کا آغاز تصویر کشی سے شروع ہوا جبکہ قادیانی اپنے مرزا کی تصویر اپنے گھروں اور عبادت خانوں میں متبرک سمجھ کر لٹکاتے ہیں۔ مرزائی ٹولہ کی طرف سے فوراً رقعہ آیا کہ تم اس بات پر کیوں اعتراض کرتے ہو؟ کیونکہ ہم تو تصویر تو دیوار پر لٹکاتے ہیں لیکن مولوی صاحب کی جیب میں بہت ہیں وہ بھی عورت کے (یاد رہے اس دور میں ملکہ برطانیہ کا روپیہ پیسہ پر مجسمہ بنا ہوا تھا)۔

مولانا ثناء اللہ کمال درجہ کے حاضر جواب تھے انہوں نے جیب سے سکہ نکالا اور حاضرین کے سامنے اس پر جوتا مار کر کہا کہ اسلام میں بت پرستی حرام ہے، اگر آپ بھی حرام سمجھتے ہیں تو مرزا کی تصویر پر جوتے مار کر دکھائیں۔ حاضرین عش عش کرا ٹھے، قادیانیوں کی طرف سے کوئی رقعہ نہ آیا۔ تنظیمی رابطہ کے فقدان کی وجہ سے بھائی خاں میکن کی اولاد حنفیت کی طرف مائل ہوگئی ہے۔

حافظ محمد دین کے ابتدائی اساتذہ سراج دین اور ان کے بھائی میاں برہان الدین کا گاؤں میں حیاء واحترام تھا۔ کسی نوجوان کو "بھودا" چھکا کر گلیوں میں پھرنے کی اجازت نہ تھی، عورتوں پر پابندی عائد تھی کہ وہ دہری دہری چادریں باندھیں، بچیاں سر پر دوپٹہ رکھتیں کہ ان کا کوئی بال نظر نہ آئے، کسی کو رمضان المبارک کی اعلانیہ بے حرمتی کرنے کی جرأت نہ ہوتی، اگر کوئی کرتا تو میاں جی ان کا محاسبہ کرتے۔ اہل دہیہ محدود مدت کے لیے ان کا سماجی بائیکاٹ کرتے، اس طرح دیگراں عبرت حاصل کرتے۔

حافظ برادران اہل دہیہ کے بے نمازوں کو رب کے دربار میں حاضری دینے کی تلقین کرتے، اگر بار بار کہنے کے باوجود کوئی نماز نہ پڑھتا تو میاں جی اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈال دیتے اور گدھے پر بیٹھا کر بازار میں پھراتے، تماشائی تالیاں بجاتے تین چار ایسے واقعات ہوئے تو چند منہ پٹ لوگ کہنے لگے کہ فلاں چوہدری جو بے نماز ہے میاں جی کا کھونڈا ان پر کیوں نہیں چلتا، میاں جی نے یہ شکوہ سن کر اعلان کر دیا کہ کل جلوس فلاں جاگیردار کے ڈیرہ پر جائے گا۔

دوسرے دن معززین کا جلوس مسجد اہل حدیث سے نکلا، اتنے میں بے نماز رئیس کو اطلاع کر دی آخر مسلمان تھا اس کا سر ندامت سے جھک گیا، قریبی مسجد میں حاضر ہو گیا اور نماز کی نیت کر لی اللہ نے میاں جی کا بھرم رکھ لیا۔ انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ اتنی جرأت سے سرانجام دیا تھا آخر کیوں؟ کیونکہ جس دل میں اللہ ذوالجلال کا خوف بسیرا کر لے وہ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا جو موت وحیات کا مالک اللہ ہی کو سمجھ لے اس کے دل سے غیروں کا خوف مٹ جاتا ہے وہ ارکان اسلام کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا پورا خیال رکھتے تھے۔

(بقیہ ص: 14)

دجالی تہذیب

پروفیسر رعیت علی

دجالی تہذیب کا آغاز انکار ابلیس کی اس روش سے ہوتا ہے جب اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اس کے بعد وہ اللہ کی بارگاہ سے نکال دیا گیا، اسے مردود اور ابلیس کا نام دے دیا گیا، اس نے اللہ سے کہا کہ میں انسانوں کو سیدھی راہ سے بھٹکاؤں گا، لہٰذا ابلیس اپنے اس مشن کی تکمیل بڑی جانفشانی سے کر رہا ہے۔ لوگوں کو اللہ کی بندگی سے دور کرنا، انہیں انسانی خدمت وفلاح کی سرگرمیوں سے ہٹا کر ظلم وجبر کے اعمال پر لگا دینا۔ اخلاقی قدروں کی پامالی کے لیے انسانی ذہنوں کو تیار کرنا، دنیا میں نفرتوں اور کدورتوں کو عام کرنا، لوگوں کو ذکر الٰہی سے الگ کر کے راگ رنگ اور رقص وسرود کی مجلسیں سجانے کا اہتمام کرنا، دنیا میں جنگوں کی آگ بھڑکانا، انسانوں کے سکون و راحت کو غارت کرنا، یہ سارے اعمال ابلیسی فیشن کا حصہ ہیں انہی اعمال سے ابلیسی اور دجالی معاشرت کا قوام تیار ہوتا ہے۔ ابلیس ہی کی انگیخت اور تحریک کے تحت قابیل نے انسانی تاریخ کا پہلا قتل کیا، ابلیس کے اشاروں سے ہی دنیا کی طاقتور قوموں اور امتوں نے اللہ کے وجود سے انکار کیا، اللہ کے احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی، اسی روایت ابلیسی کے تحت یونانی مفکرین نے مادی تصورات پیش کیے اور اللہ کو خالق والہ ماننے سے انکار کیا یہ روایت تاریخ کے مختلف ادوار سے گزرتی اور سفر کرتی ہوئی یورپ کے علمی ایوانوں میں پہنچی اور یہاں مادیت، اشتراکیت، لادینیت، فکری آزادی، حدیث بشر اور فاشزم کے ناموں سے یہ ابلیسی روایت دوبارہ پروان چڑھی

آج انسانی دنیا کی حالت یہ ہے کہ لوگ اللہ کا نام لینے سے کتراتے ہیں۔ ذکر الٰہی سے دور بھاگتے ہیں، لوگوں کی خدمت کے افعال سے خود کو الگ تھلگ رکھتے ہیں، اسلامی تعلیمات اور مذہبی اخلاقی قدروں کا مذاق اڑاتے ہیں، تخلیقی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتے اور دوسروں کے رزق پر پلتے ہیں، عیش وعشرت کی مجالس سجاتے ہیں، بڑے بڑے محلات تعمیر کرتے ہیں، ان میں دنیا وجہان کا ساز وسامان جمع کرتے ہیں، لمبی لمبی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں اللہ ہی کے عطا کردہ رزق سے لطف اٹھاتے ہیں، خوبصورت عورتوں کے وجود سے لذت حیات حاصل کرتے ہیں، دنیا میں اقتدار اور شہرت کے مزے لوٹتے ہیں، عوام کے خزانے کو ذاتی ملکیت سمجھ کر بے تحاشا لوٹتے ہیں، عوام پر مہنگائی کا عذاب مسلط کرتے ہیں، اگر کوئی صدائے احتجاج بلند ہو تو پولیس اور فوج کی مدد سے اسے خاموش کرا دیتے ہیں، دنیا میں جنگوں کو رواج دیتے ہیں، لوگوں کی خوشیوں اور راحتوں کا قتل عام کرتے ہیں، موجودہ دور میں دجالی تہذیب سیکولرزم اور لبرلزم کے نام سے اپنے گل کھلا رہی ہے۔ لوگ مادی آسائشوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کا بھوت اعصاب پر سوار ہے، لوگوں کو مادی اور معاشی سرگرمیوں سے فرصت نہیں ہے، لوگوں کا احترام ختم ہو گیا ہے، والدین کی خدمت کا چلن فراموش کر دیا گیا ہے۔ ابلیس کی ترغیب سے کھیلوں کا اہتمام ہوتا ہے، مرد اور عورتیں مل کر بیٹھتے ہیں اور ان کھیلوں سے لطف اٹھاتے ہیں، ثقافتی تقریبات کا اہتمام ہوتا ہے اور ان میں فحاشی اور بدی کے مناظر خوب دھڑلے سے نمایاں کیے جاتے ہیں۔ جنسی انارکی عام ہے، قسم قسم کی امراض پھیل چکی ہیں، غربت زدہ لوگ قحط اور بیماری کی گرفت میں ہیں جبکہ امراء قساوت قلبی کی آخری حدیں بھی عبور کر چکے ہیں، اقتدار پرست حکمران ساری دنیا پر قبضہ کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے جنگوں کے سلسلہ کو آگے بڑھا رہے ہیں، ہر آدمی کاروباری ذہنیت کا اسیر ہے، دولت کی دیوی کی سرعام پرستش ہوتی ہے، پیسے اور مفاد کی خاطر قریبی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، شاپنگ کلچر ترقی کر رہا ہے، کارخانے نت نئی مصنوعات کے انبار لگا رہے ہیں، مادی سہولیات کا سیل رواں ہر ایک کو اپنے ساتھ بھگائے لے جا رہا ہے، کار کوٹھی پیسہ ہی اب مطمع نظر ہے ہر آدمی دنیا میں ہی جنت بنانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ شرافت نفس، عظمت کردار، تقویٰ، صالحیت اور شائستگی کی قدریں اب عنقا ہو چکی ہیں۔

اب صورتحال یہاں تک بگڑ چکی ہے کہ تعلیم کے مراکز میں بھی دنیاداری کے اسباق پڑھائے جا رہے ہیں۔ بچوں کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ تمہاری اصل کامیابی دنیا کی زندگی تک ہی محدود ہے، بچپن سے ہی ان کا کیرئیر اور پروفیشن متعین کر دیا جاتا ہے، ان بچوں کے لیے دنیا جہان کی نعمتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ امیر لوگوں کے بچے چمکدار اور ٹھنڈی گاڑیوں میں آتے ہیں، ان کے لنچ باکسز قسم قسم کے کھانوں اور اشیائے خورد سے بھرے ہوتے ہیں یہ بچے فرفر انگریزی بولتے ہیں، تعلیمی اداروں میں سزا کا تصور ختم ہو چکا ہے، بچے بے خوفی سے سوالات کرتے ہیں، تعلیمی اداروں میں بے حیائی کے پرچار کے لیے کھیل تماشے نغمہ اور رقص کا اہتمام کیا جاتا ہے تقریبات میں بچے اور بچیاں حصہ لیتے ہیں، زنانہ ٹیچرز خوبصورت لباس سے آراستہ ہو کر ان تقریبات میں شریک ہوتی ہیں اور اپنے عریاں لباس سے اپنے جسمانی حسن کی خوب نمائش کرتی ہیں، بچوں کو یہ ماٹو سکھایا جاتا ہے کہ تم نے بڑے ہو کر ڈاکٹر، انجینئر، کیپٹن، پائلٹ یا بیوروکریٹ بننا ہے۔ کار کوٹھی اور پیسے کا حصول تمہارا مقصد حیات ہے۔

عصر جدید کے تعلیمی ماحول میں پروان چڑھے یہ بچے اخلاقی قدروں سے تہی دامن ہوتے ہیں، جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو اپنے خوابوں کی دنیا کی تعمیر کے منصوبے سوچنے لگتے ہیں یہ بچے جوان ہو کر مرد مومن نہیں مرد زر بنتے ہیں، اعلیٰ گھرانے میں شادی کرواتے ہیں، زندگی

میں خوب محنت کرتے ہیں، بہت زیادہ پیسہ کماتے ہیں اور یوں دنیوی جنت کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آج کی دنیا میں دجالی تہذیب کا نقشہ پورے، جاہ وجلال کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔ دنیا کی کثیر آبادیاں اللہ کے اخلاقی اور تہذیبی قانون سے باغی ہیں۔ عالمی سطح پر کھیلوں کا انتظام کیا جاتا ہے اور ان کھیلوں میں گورے بدن کی حیاء باختہ خواتین اپنے بدن کی تزئین وآرائش کر کے شریک ہوتی ہیں، جب کھیل سنسنی خیز مرحلے میں داخل ہوتا ہے تو سٹیڈیم میں کرسیوں پر بیٹھے ابلیس کے پیروکار، بے حیاء مردوزن، خوب نعرے لگاتے ہیں، فحش گیت گاتے ہیں، ان کھیلوں میں اکثر شائقین تقریباً ننگے ہوتے ہیں اور ان کے سفید بدن کی آرائش سے بھوکی نگاہیں خوب لذت کشید کرتی ہیں، اب اسلامی ملکوں میں بھی نوجوان لڑکیاں کرکٹ ٹیبل، ٹینس اور میراتھن ریس جیسی کھیلوں میں حصہ لیتی ہیں اور اس طرح جوانی کی بہاروں سے خوب لطف اندوز ہوتی ہیں۔ کلچر ہال میں میک اپ سے آراستہ پیراستہ جنس زدہ اور لعین وخبیث انسانی مخلوق کسی مغنیہ کا فحش گیت اور رقص دیکھ کر خوب انجوائے کرتی ہے۔

کلچر ہال کے گیٹ پران حیوانیت زدہ لوگوں کی شاندار گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں اور حال کے اندر یہ بے حیاء مخلوق اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے لیے عیاشی اور فحاشی کے کلچرل شو سے محظوظ ہو رہی ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانی معاشروں کو لوٹ لوٹ کر کنگال کیا ہے، یہ سب کرپٹ اور بدکار لوگ ہیں، ان کے لیے ہر دن روزِ عید ہے اور ہر رات شب براءت کا درجہ رکھتی ہے، یہ اپنی وسیع حویلیوں میں روزانہ رات یا دن کے کسی حصہ میں بے حیائی اور فحاشی کے پروگرام کا اہتمام کرتے ہیں، حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اقتدار کے ایوانوں پر قابض ہیں اور یہ ہمارے معاشروں کے قائدین ہیں، ان کے پاس صرف حسن وجمال ہے۔ یہ گندے خیالات کے اسیر ہیں، ان کے پاس پیسہ ہے، کردار، سیرت، صالحیت، علم وبصیرت اور فہم وفراست سے یہ لوگ عاری ہیں دنیا میں سارے مسائل کا سرچشمہ یہ لوگ ہیں، ان کی غلیظ امنگوں کی تکمیل کے لیے سپاہی میدان جنگ میں ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں، کسان ان کی خدمت کے لیے کھیتوں میں کام کرتے ہیں، مزدور ان کے عیش کے لیے فیکٹریوں میں محنت مزدوری کرتے ہیں۔ فنکار ان کے لیے تفریح کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ پولیس اور آرمی کے جوان انکی حفاظت کرتے ہیں، ان کے لیے جنگیں لڑی جاتی ہیں۔ انکی حسین زلفوں کی آب وتاب کے لیے کروڑوں انسانوں کی امنگوں کا خون ہوتا ہے، جب یہ لوگ چلتے ہیں تو ان کی راہ میں پھول نچھاور کیے جاتے ہیں۔ ان کے لیے معمار محلات تیار کرتے ہیں اور مظلوم ان کے عیش وآرام کے لیے میدان جنگ میں سر کٹواتے ہیں۔ ان کی پلید اور ناپاک تمناؤں کی تکمیل کے لیے دنیا کی رونقیں غارت کی جاتی ہیں۔ ان کی خاطر فصلیں اجاڑی جاتی ہیں اور چمنستانوں کی رعنائیاں برباد کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک مردوزن لاکھوں لوگوں کا قاتل ہے یہ انسانی امن کے دشمن ہیں دنیا کی ساری دولت ان کی تجوریوں میں ہے۔ دنیا میں انسانی امن وراحت کی غارت گری کے لیے یہ ابلیس اور شیطان طرح طرح کے خوفناک پلانز تیار کرتے ہیں یہ انسانی عزتوں اور انسانی روحوں کے ایمان کے سودے کرتے ہیں یہ کتوں اور خنزیروں سے زیادہ ذلیل ہیں۔

تاریخ ان کے سیاہ کرتوتوں کا ریکارڈ محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ اللہ نے بار بار ان پر اپنے قہر کے تازیانے برسائے، کبھی آتشیں بجلیوں نے انہیں ہلاک کیا تو کبھی پانی کے ہولناک طوفانوں نے ان کی جان لی۔ کبھی ان پر پتھر برسے تو کبھی تیز ہواؤں نے ان کے خرمن ہستی کو نابود کیا۔ کبھی مکافات عمل کا کوڑا ان پر برسا تو کبھی عوام کا سیل رواں ان کی کوٹھیوں اور ان کے عشرت کدوں کو ویران کر گیا۔ حضرت محمد ﷺ کا حیرت آفریں اسلامی انقلاب ان کے لیے موت کی وعید ثابت ہوا اور قیصر وکسریٰ کے نام سے تاریخ میں مشہور ہونے والے یہ شقی القلب لوگ تاریخ عالم کے منظر نامے سے یوں غائب ہوئے جس طرح آتش فشاں پھٹنے کے بعد زمین سے شاداب آبادیاں اور کھیتیاں غائب ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں نے رحمانی واسلامی تہذیب کا علم بلند کیا اور دنیا میں نفیس تہذیبی اقدار کی حکمرانی کے دور کا آغاز کیا آج پندرہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی تاریخ ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور دنیا کی تقدیر ان قدسی صفت انسانوں کی آمد کی منتظر ہے۔ یہ لوگ آئیں گے تو دنیا سے ظلم کے تاریک اندھیرے ختم ہو جائیں گے اور دنیا میں امن کے اجالے طلوع ہوں گے۔ آج اس دجالی تہذیب کا سب سے بڑا علمبردار امریکہ دنیا کی تباہی کے منصوبے بنا رہا ہے۔ کبھی افغانستان میں تباہی مچاتا ہے تو کبھی عراق کی سرزمین میں خون کی ہولی کھیلتا ہے۔

لیکن اب اس دجالِ اعظم کا خاتمہ قریب ہے۔ اسلام کے اولوالعزم پیروکار میدانِ جہاد میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اب دنیا میں حق وباطل کا فیصلہ کن معرکہ برپا ہونے والا ہے اور فتح یقیناً اسلامی تہذیب کے حصے میں آئے گی۔ کفر کی طاقتیں مومنین کی ملکوتی یلغار سے نیست ونابود ہو جائیں گی اور دنیا سے نفرتوں کے پھیلانے والے مٹا دیے جائیں گے اور مومنین ومسلمین کی پاکیزہ حکمرانی کے عہد سعید کا آغاز ہوگا اور تب یہ دنیا امن وسلامتی کا شاداب خطہ بن جائے گی۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

(بقیہ: 11)

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

حافظ محمد نثار مصطفی

لفظ ''قرآن'' قرآن مجید میں پڑھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے سورۃ القیامۃ میں رب ارض وسماء ارشاد فرماتے ہیں، فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ''پس جب ہم اس (قرآن) کو پڑھ لیں تو پھر (اے پیغمبر) ہمارے پڑھنے کی پیروی کر'' (سورۃ القیامہ آیت :۱۸) نام اور معنی کی مناسبت سے قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ روئے زمین کی تمام کتب کے مقابلہ میں یہ کتاب مقدس ومطہر سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے فللہ الحمد ۔کوئی نماز میں اسکی تلاوت کر رہا ہوتا ہے کوئی اسے زبانی یاد کر رہا ہوتا ہے کوئی اس کی کسی مخصوص سورت یا خاص آیات کا ورد کر رہا ہوتا ہے اور کوئی اطمینان قلب اور حصول ثواب کے لئے اسے پڑھ رہا ہوتا ہے۔قرآن مجید پڑھنے کے درج ذیل فوائد اور فضائل ہیں۔

قرآن مجید کا سفارش کرنا: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا قرآن (کثرت سے) پڑھا کرواس لئے کہ قیامت والے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن)

فرمان رسول ﷺ ہے قیامت والے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو جو دنیا میں اسے پڑھتے اور اس پر عمل کرتے تھے (بارگاہ الٰہی) میں پیش کیا جائے گا سورۃ بقرہ اور سورہ آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی (صحیح مسلم کتاب وباب مذکور) نبی کریم ﷺ کا مزید ارشاد گرامی ہے، دو چمکدار سورتوں یعنی سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قیامت والے دن وہ دونوں دو بادلوں، یا دو سائے بانوں یا صف باندھے ہوئے پرندوں کی دولڑیوں کی شکل میں آکر اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی، سورۃ البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے اور سست لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔(صحیح مسلم)

ایک حرف پڑھنے کا ثواب: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کتاب اللہ (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ ''الٓمٓ'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے ''لام'' ایک حرف ہے اور ''میم'' ایک حرف ہے یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اور پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی (سنن ترمذی ابواب ثواب القرآن باب ماجاء فیمن قرء حرفا من القرآن ماله من الاجر)۔

ماہر قرآن کی فضیلت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ (صحت کے ساتھ) قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے تو وہ بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے اسکے لئے دگنا اجر ہے (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة)

قرآن سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے (صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمه)

قرآن پڑھنے والے کی مثال: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے ترنجبین (نارنگی) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی سی ہے اس کی خوشبو نہیں لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبودار پودے (مثلاً گلاب، یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن (حنظہ) کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے (صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرين باب فضيلة حافظ القرآن)

قابل رشک اشخاص: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے (صحیح بخاری ،صحیح مسلم)

جنت میں بلند درجات کا حصول: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن (قرآن پڑھنے والے اور اسے حفظ کرنے والے) سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا اور (جنت کی بلندیوں پر) چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر

جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا پس تیرا مقام وہ ہوگا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔(سنن ترمذی ابواب ثواب القرآن باب الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبیت الخرب)

مسجد میں قرآن پڑھنے کی فضیلت: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ گھر سے ﷺ نکلے اور ہم صفہ (چبوترہ) میں تھے پس آپ نے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ بطحان یا عقیق (دو مشہور علاقوں کے نام ہیں) جائے اور بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے موٹے کوہانوں والی دو اونٹنیاں لائے؟ پس ہم نے کہا ہم سب یہ پسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایک مسجد میں آ کر اللہ کی کتاب کی دو آیتیں پڑھ یا سکھا نہیں سکتا جو اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں تین آیات اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیات چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں (صحیح مسلم) حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر میں کچھ لوگ اکٹھے ہو کر قرآن پڑھتے اور آپس میں ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے اور اس کی رحمت ڈھانپ لیتی اور ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان (لوگوں) کا ان (فرشتوں) میں ذکر کرتے ہیں جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔(صحیح مسلم)

بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت: فرمان رسول ﷺ ہے جس نے رات میں سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں (دو آیتیں) اسکو کافی ہیں۔(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل سورۃ الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرہ)

قرآن کی آخری تین سورتوں کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارش والی انتہائی اندھیری رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے تو ہم نے آپ کو پالیا پس آپ ﷺ نے فرمایا پڑھ میں نے کہا کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو صبح اور شام کرے تو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ یہ تجھے ہر چیز سے کفایت کریں گے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

شیطان سے حفاظت: فرمان رسول ﷺ ہے اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ البقرہ پڑھی جائے۔(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ)

آداب تلاوت

خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھنا: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قرآن کو غنا (خوش آوازی) کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

تعوذ پڑھنا: قرآن مجید پڑھنے سے پہلے تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم پس جب تو قرآن پڑھے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ پکڑ۔(سورۃ النحل)

تلاوت کے ساتھ عمل ضروری ہے: قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تلاوت کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ حسب استطاعت قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔

وفیات

☆......گزشتہ دنوں جماعت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ کے نائب ناظم مولانا قاری محمد ظفر اقبال ربانی کے برادر نسبتی محترم مقصود احمد قضائے الہٰی سے وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ جماعتی ارکان کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ بعد ازاں صوبائی امیر میاں محمد سلیم شاہد نے مولانا کی رہائش گاہ پر جا کر ان سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔

☆......جماعت اہلحدیث ضلع گوجرانوالہ کے سابق امیر مولانا حافظ محمد اقبال شہزاد کے والد بزرگوار مورخہ 6 اپریل بروز جمعۃ المبارک طویل علالت کے بعد وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون. مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ چند اقلعہ میں بعد از نماز عصران کی نماز جنازہ خود حافظ صاحب نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مولانا محمد سلیمان شاکر، مولانا ابرار ظہیر، مولانا عمران ربانی، قاری مقصود زاہد، حافظ عبدالحنان، مولانا عبدالواحد ودیگر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

قارئین کرام سے مرحومین کی بلندیٔ درجات کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

(منجانب: شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ)

تبدیلی دفتر اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن

میاں محمد افضل کی زیر نگرانی دفتر اسلامک ویلفیئر فاؤنڈیشن حسن پلازہ سے تبدیل ہو کر ساتھ والی گلی حافظ پلازہ سیکنڈ فلور (مکتبہ اصحاب الحدیث کے اوپر) میں شفٹ ہوگیا ہے۔ جبکہ مرکزی دفتر برلب نہر رحمان گارڈن نزد سوز و پاک تعمیر کے مراحل میں ہے جو رمضان المبارک سے قبل مکمل کرلیا جائے گا۔(ان شاءاللہ)

(منجانب: میاں محمد افضل حافظ پلازہ سیکنڈ فلور مچھلی منڈی اردو بازار لاہور 0322-4078208 042-37242850)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مع فیکس (042) 5854010
فون دفتر اعلیٰ 6581025 (042) تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمداللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی ؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ؒ ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی ؒ

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230